ہماری پریشانیوں کا حل
علامہ مفتی محمد ارشد القادری
تعلیم و تربیت پبلی کیشنز

# ہماری پریشانیوں کا حل

علامہ مفتی محمد ارشد القادری

تعلیم و تربیت پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم


| | |
|---|---|
| نام کتاب | ہماری پریشانیوں کا حل |
| تالیف | علامہ مفتی محمد ارشد القادری |
| پروف ریڈنگ | صاحبزادہ احمد رضا القادری |
| کمپوزنگ | الحسین کمپوزنگ سنٹر، 38 اُردو بازار لاہور |
| زیر اہتمام | شعبہ نشر و اشاعت تعلیم و تربیت اسلامی |
| سلسلہ اشاعت | 22 |
| اشاعت نمبر | اوّل |
| سن اشاعت | جون 2012ء |
| تعداد | بائیس سو (2200) |
| قیمت | 20 روپے |

تعلیم و تربیت اسلامی پبلیکیشنز

Taleem-e-Tarbiyat Publications

Head Office, [illegible] Lahore.

Phone: [illegible]

Email: [illegible]

## دیباچہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سے دین کی دعوت و تبلیغ کا کام کر رہا ہوں۔ مختلف لوگوں سے ملاقات رہتی ہے اور وہ یہ سمجھ کر کہ اس کو قرآن و حدیث آتے ہیں اور یہ تعامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی واقف ہے۔ اپنی پریشانیاں بیان کرتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کو ان کی پریشانیوں کا حل مل جائے۔ اسی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے "ہماری پریشانیوں کا حل" کے عنوان سے ایک مضمون ترتیب دیا اور اہل ثروت مسلمانوں سے اپیل کرتا رہا کہ اس کو چھاپ دیا جائے مگر اس کے چھپنے کا انتظام نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ زیارت حرمین شریفین کے لیے حجاز مقدس حاضر ہوا اور ساتھ ہی یہ مسودہ بھی لے آیا۔

آج نماز عصر کے بعد اس کو مستجاب پر بیٹھ کر پڑھا اور اس کی مقبولیت کے لیے دعا کی اور اللہ تعالی کی بارگاہ اقدس میں عرض کی یا اللہ اپنے بندوں کی پریشانیاں دور فرما اور ان کو سکون و چین عطا فرما۔ ہمارے ملک پاکستان اور اہل پاکستان کو ہر طرح کی ترقی عزت و عظمت اور امن عطا فرما، روانگی کے وقت جن خواتین و حضرات نے دعا کی درخواست کی تھی، ان سب کے لیے دعا کی، اے اللہ ان سب کی دعائیں مستجاب فرما اور ان کو وہ سب کچھ عطا فرما جو وہ مانگتے ہیں، اور وہ بھی عطا فرما، جو انہوں نے نہیں مانگا۔ لیکن ان کے لیے بہتر ہے ساری امت کی خیر فرما۔ (آمین)

اے اللہ اس تحریر میں تاثیر پیدا فرما۔ اس کی اشاعت اور اس کی ترویج کے لیے انتظامات فرما۔ اے اللہ جو اہل ثروت اپنا مال خرچ کر کے اس تحریر "ہماری پریشانیوں کا حل" کو اہل ایمان تک پہنچانے کا بندوبست کریں ان سب کو دین و دنیا کی برکات سے مالا مال فرما۔ ان کو وہ وہ نعمتیں عطا فرما جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں۔

یہ دعا کرتے وقت میں کعبہ معظمہ کی رکن اسود اور رکن یمانی کی سمت بیٹھا ہوں حدیث شریف میں آتا ہے۔ مستجاب پر اگر کوئی دعا کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہنے کے لیے موجود رہتے ہیں۔ اے اللہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ میری تمام نیک دعائیں قبول فرما۔ تعلیم و تربیت اسلامی کو عالمگیر شہرت عطا فرما جامعہ اسلامیہ رضویہ کی تعمیرات کے لیے خزانہ غیب سے امداد و نصرت فرما اور میری ۱۱۱۱ گیارہ سو گیارہ روپے والی مہم (میں نے تمام غلامان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی ہے وہ ایک بار میرے مدرسہ کو گیارہ سو گیارہ روپے عطا فرمادیں) تمام عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ لینے کی توفیق مرحمت فرما اور اس مہم کی برکت سے تمام مسائل حل ہو جائیں جو احباب اس مہم کے لیے کوشاں ہیں ان کو استقامت و کامرانی عطا فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد ارشد القادری

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

10 مارچ 2012ء

مستجاب کعبہ

# ہماری پریشانیوں کا حل

کسی بھی انسان کو قلبی سکون اور دلی راحت اسی وقت ملتی ہے جب اس کی اولاد اس کی عزت کرتی ہے اس کی خدمت کرتی ہے۔ کسی انسان کو اگرچہ دنیا جہان کی ساری نعمتیں میسر ہوں۔ اس کے پاس مال و زر ہو، اس کے پاس مکان ہوں، پلاٹ ہوں اور سواری بھی، لیکن اس کی اولاد اس کی قدر نہ کرے تو اس کو قلبی راحت ہرگز نہیں ملتی۔ یہ نعمت اس کو اسی وقت ملتی ہے جب اس کی بیوی اپنی اولاد کو باپ کا ادب سکھائے اس کی تعظیم کا درس دے۔ اور انہیں اچھی طور پر اس طرح تیار کرے کہ وہ اپنے والد کی عزت اور خدمت کا حق ادا کرنے لگ جائیں۔ اگر کسی شخص کی بیوی اپنی اولاد کو یہ نہیں سمجھاتی کہ ساری عظمتیں تمہارے باپ ہی کے دم قدم سے ہیں۔ تو وہ عورت اپنی زندگی کا اہم فریضہ انجام دے رہی۔ اس کو آئندہ زندگی میں سخت تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ اور اس پر حالات ناموافق اثر انداز ہوں گے اس وقت اس کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ سوائے حسرت و یاس کے کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ اور اگر وہ چاہتی ہے کہ اس کو زندگی میں قلبی راحت ملے، سکون قلب ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے شوہر کا ادب سکھائے۔ اور اولاد کہے کہ ابا جان آپ جس طرح فرمائیں گے اسی طرح ہوگا۔ اگر اولاد یہ نہیں کہتی تو بیوی کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ میں نے اولاد کو آداب سکھائے ہیں۔ ماں کا سر آداب سکھاتے ہیں۔ اگر آداب سکھائے ہوتے تو نتیجہ بھی مثبت ہی برآمد ہوتا، چونکہ نتیجہ منفی آیا ہے اس لیے آداب نہیں سکھائے گئے۔ اگر نتیجہ مثبت آجاتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اولاد کو واقعی آداب سکھائے گئے ہیں۔ اولاد اگر اپنے باپ کا

احترام کرتی ہے تو اس کو آئندہ زندگی میں ادب کرنے والی اولاد ملے گی، اور اگر ادب نہیں کرتی تو اس کو بھی ادب کرنے والے بچے نہ ملیں گے۔ دل کی آواز کو اگر دبا دیا جائے تو اس کا اثر نہایت برا ہوتا ہے، اور اگر دل کی آواز کو باہر آنے دیا جائے تو نتائج انتہائی محمود نکلتے ہیں۔

## تمام غموں کا مداوا قرآن و حدیث

میں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر قلم اٹھایا ہے ورنہ شاید خاموش ہی رہتا، اور اس طرح قلم پکڑ کر ان جذبات و احساسات کا اظہار نہ کرتا۔ محظوظ پہ محظوظ آرہے تھے جن میں یہی رونا رویا جا رہا تھا کہ اولاد بات نہیں مانتی، ادب نہیں کرتی، عزت نہیں کرتی۔ باپ بچارے روتے ہیں اور میں یہ رونا دھونا سن سن کر خود رونے پہ آجاتا ہوں۔ بلکہ رو پڑتا ہوں۔ میں ایسا مرد تو ہوں نہیں کہ رو دھو کر چپ سا ہو رہوں۔ میں تو اپنی بات پورے زور سے کروں گا، اور ان تمام مختلف زاویوں کو نکھر کر کے رکھ دوں گا جن کی وجہ سے والدین کو اولاد سے شکایت ہوتی ہے، اور اولاد کو والدین سے بھی۔ میں پوری کوشش کروں گا اپنی بات کو دلائل کی قوت سے میدان عمل میں اتاروں تا کہ ہر پڑھنے سننے والا، اس موقف کی حقانیت کا قائل ہو جائے اور اس بات کو تسلیم کرے کہ ہمیں اپنے غموں کا مداوا قرآن و حدیث میں تلاش کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں اصلاً خرابی پیدا ہی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ہم نے دینی پریشانیوں کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور جگہ تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اللہ گواہ ہے! ہمیں کسی دوسری جگہ جانے کی نہ ضرورت تھی، نہ ہے، اور نہ ہی ہوگی، ہمارا سارا کام اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہی کی بارگاہ سے ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ قرآن وحدیث ہی ہمارے تمام دکھوں کا مداوا کر سکتے ہیں۔ ہم سے یہ کوتاہی ہوئی ہے کہ ہم نے وہ راہ اختیار نہیں کی، جو کرنی تھی اور جس راہ سے بچنا تھا اسی پر چلنا شروع کر دیا۔ آیئے کسی ایسے بندۂ حق آگاہ کی صحبت اختیار فرمایئے۔ جس کی صحبت آپ کی ذات میں انقلاب صالح برپا کر دے یہی تمام مسائل کا حل ہے۔

## ناک میں دم کر دیا ہے:

اولاً تو ہمارے بچے کسی صاحب علم وفن، کسی عالم ربانی کی صحبت اختیار ہی نہیں کرتے، اور اگر اختیار کر لیں اور ان میں ذرا تبدیلی آنے لگے، تو والدین خود اس صالح تبدیلی کی راہ روکتے ہیں۔ ظاہر ہے جب کوئی نوجوان کسی عالم دین کی مجلس میں جائے گا، تو اس پر صحبت کا اثر تو ضرور ہوگا، وہ چاہے گا میں بھی اپنی زندگی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق گذاروں، میں بھی تقویٰ اختیار کروں، جب ایک نوجوان کی زندگی میں صالح تبدیلی آتی ہے۔ خصوصاً وہ اپنی شکل، صورت اسلامی بناتا ہے، وہ اپنا لباس موافق سنت کرتا ہے تو اب اس کی یہ تبدیلی لوگوں کو کیا خود اس کے اپنے والدین، بہن بھائی اور عزیز واقارب ہی کو پسند نہیں آتی، اس کی تحسین کرنے کی بجائے اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں، اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس بچارے نے کوئی جرم کر لیا ہو۔

ایک طرف تو یہ صورت حال ہے اور دوسری طرف یہ کہ جب وہی نوجوان مکمل طور پر دنیادار بن جاتا ہے، سب الٹ پلٹ، ضد کرنے لگ جاتا ہے تو اب وہی والدین، وہی عزیز واقارب جو اس کی دین کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس نوجوان کو لے

کر کسی عالم دین، کسی بزرگ کے پاس جاتے ہیں، کہ حضرت یہ لڑکا دین سے دور ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں کیا حرکتیں کر رہا ہے بس اس پر نظر کیجئے اس نے ہمارے ناک میں دم کر دیا ہے۔

غور فرمایا آپ نے یہ وہی نوجوان ہے، جو کسی عالم دین کی مجلس میں جانے لگا تھا اور اس نے اپنی زندگی کو موافق سنت کرنے کا ارادہ کر لیا تھا مگر انہی لوگوں نے جو آج اس کو لے کر ایک عالم ربانی کے پاس آئے ہیں، اس کا ناطقہ بند کر دیا تھا اور اس کو بابو بنانے کے لیے سرتوڑ کوششیں کی تھیں، اور وہ بالآخر رنگ لائیں اور یہ نوجوان پورا مغربی طرز کا جوان بن گیا تھا، اس کو دیکھ کر اس کے سب رشتہ دار بشمول اس کے والدین، بہت خوش ہوئے تھے، کہ واہ بھئی واہ! کیا خوبصورت نوجوان ہے، اور جب اسی نوجوان نے گل کھلائے تو اب اس کے والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو ہوش آیا، کہ اس نوجوان کو اسلامی طرز کا نوجوان بنانے کے لیے سرگرداں ہوئے۔ اللہ اللہ بہت خوب! کیا قدرت ربانی ہے! کیا اس خلاق کائنات کی خلاقی ہے! کہ وہ اپنے بندوں کو آخر حقائق شناس بنا ہی دیتا ہے۔ اب جو ایک نوجوان نے اپنے والدین اور خاندان کو اذیت میں ڈالا تو فوراً اللہ یاد آیا، اللہ کا رسول یاد آیا، اسلام یاد آیا، قرآن یاد آیا، حدیث یاد آئی، صحابہ کرام کی زندگیاں یاد آگئیں، ائمہ دین کی حیات یاد آئی، اولیاء اللہ کی سب سوانح حیاتیں یاد آگئیں، اہل دین کی یاد آئی، مساجد کا راستہ یاد آیا، مدارس کی راہیں یاد آگئیں، زبانوں پر یہ کلمات جاری ہوئے۔ ہر نوجوان کو کسی نہ کسی بزرگ صاحب سلسلہ یعنی کسی قادری سلسلہ کے بزرگ، کسی نقشبندی سلسلہ کے بزرگ، کسی چشتی سلسلہ کے بزرگ یا کسی سہروردی سلسلہ کے بزرگ کے ہاتھ پر

بیعت ضروری ہونا چاہیے اس کی برکت سے بندہ برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

**اپنا تخت اپنا تاج:**

وہ لوگ جو سلاسل ہائے طریقت کو عجب نظروں سے دیکھتے ہیں ان کو بھی خانقاہی نظام کی فضیلت نظر آسکتی ہے۔ جب تک تو گھر کے حالات خوشحالی سے لبریز رہتے ہیں، اس وقت تک تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ بس ایک ذات ہوتی ہے اپنا قانون ہوتا ہے، اپنا راج، اپنی حکمرانی، اپنا تخت، اپنا تاج، ان لوگوں کو پتہ اس وقت چلتا ہے جب ان کی توقعات کے خلاف کچھ ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ جاتا ہے۔ اب ایسے حواس باختہ ہوتے ہیں کہ پتہ تک یاد نہیں رہتا، کیا کہنا چاہیے، اور کیا نہیں کہنا چاہیے، کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ کچھ لوگ صورت حال کیوں پیدا ہوئی ہے، یہ احوال کیوں وارد ہوئے ہیں، نوبت یہاں تک کیوں پہنچی ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ان لوگوں نے اہل علم کو حقیر جانا تھا، ان لوگوں نے نیک لوگوں کی صحبت کو معمولی اور بے پرواہ رکھا تھا، اگر اہل دین کو نظر احسان سے دیکھتے، ان کی مجالس کو نظر عقیدت سے دیکھتے تو کبھی بھی یہ حالات پیدا نہ ہوتے، کبھی بھی ان لوگوں کو رنج والم کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

**ہمارا طرز فکر و عمل دوہرا ہے:**

اس ملت میں پھر ولولہ تازہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو وہ بھولا ہوا مقام و مرتبہ یاد دلایا جائے، جو انہوں نے اپنے دین کی برکت سے حاصل کیا تھا۔ جب دین نمبر ۱ پر تھا اور دنیا نمبر ۲ پر تھی تو ہمارا مقام و مرتبہ سربلند تھا، اور جب ہم نے دنیا کو نمبر ۱ پر کر دیا، اور دین کو نمبر ۲ پر لے گئے تو ہمارا مقام و مرتبہ بھی ہاتھوں سے

دیکھتے ہی دیکھتے جاتا رہا۔ معاف فرمایئے گا ہمارا سارا کا سارا اسلام صرف اور صرف دنیا کے گرد گھومتا ہے، دین کو آفاقی حیثیت دینے کی بجائے اس کو ہم نے نجی معاملہ قرار دے دیا ہے۔ آپ آخرت کی جوابدہی کو سامنے رکھ کر کہیے، کیا ہم نے اسے آپ کو محض دھوکے میں نہیں ڈال رکھا؟ ہمارا طرز فکر و عمل دوہری حیثیت کا حامل نہیں بن چکا؟ اگر ایسا ہے تو پہلے اپنی ذات کو بدلنا ہوگا، پھر قوم کی بات کرنا ہوگی۔ عجب تماشا ہے جن کو اپنی بات تک کہنی نہیں آتی وہ قوم کی بات کہنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پہلے اپنی بات تو کرنے کا سلیقہ آنا چاہیے۔ پھر قوم کی بات ضرور کریں لیکن خدارا قوم کو کون یہ بات سمجھائے، کہ جب تک زبان، رنگ، وطن ٹوٹ نہ جائیں قوم ملت نہیں بنا کرتی، اور جب تک قوم ملت نہ بن جائے، اس کی تقدیر نہیں بدلا کرتی، قوم کی تقدیر اسی وقت بدلتی ہے جب اس کو ملت مان لیا جائے۔

## قوم و ملت میں فرق:

قوم افراد کے مجموعے کا نام ہے، اور ملت نظریے کو کہتے ہیں، جب کوئی قوم ہم نظریہ بھی ہو جائے، اس وقت وہ قوم ملت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ جب تک قوم ملت نہ بنے اس کا ترقی و عروج مشکوک ہی رہتا ہے، اور جب کوئی قوم ملت کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے تو پھر کوئی طاقت اس کو بام عروج پر پہنچنے سے نہیں روک سکتی، اب غور آپ نے خود کرنا ہے اس وقت آپ کس مقام پر کھڑے ہیں، آپ صرف قوم ہیں یا ملت بن چکے ہیں، اگر قوم ہیں تو بس قوم کی حیثیت میں جئیں، لیکن یاد رہے طاقت، قوت اسی وقت بنتی ہے جب کوئی قوم ملت بن جائے، اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اب تو جگہ جگہ ذات کے بت نصب ہیں، ان کا کیا کیا جائے، پتھر کے بت توڑنا واقعی آسان ہے لیکن شخصیات کے بتوں کو کون توڑے، یہ تو بڑا مشکل کام ہے نکل آؤ ان سے باہر توڑ دو ان زنجیروں کو، جو تمہارے پاؤں میں معاشرے کے رسم و رواج نے ڈال رکھی ہیں۔

میرا ما فی الضمیر:

پتہ نہیں میری یہ بات کیسی لگے، مجھی بھی لگے میں نے کہہ دی ہے اور اس نقطہ نظر کو پورے زور سے اہل ایمان تک پہنچانے کی پوری کوشش کروں گا، اگر میں اس قوم کو ملت بنانے میں کامیاب ہو گیا، تو یہ میری بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اب ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ مسلمانان عالم کو بالعموم اور مسلمانان پاکستان کو، بالخصوص ملت بننے کا درس دیا جائے۔ لوگ اگرچہ مخالفت بھی کریں گے، پھر بھی اس دھن کے پکے رہو، انشاءاللہ لوگ آخر اس نقطہ نظر کو مان بھی لیں گے۔ نہ صرف تسلیم کر لیں گے بلکہ اس کے مبلغ بھی بن جائیں گے، بس طریق کار یہی ہوگا، کہ ہم خود اپنا ظاہر و باطن ایک کر لیں پھر آپ خود مشاہدہ فرمائیں گے، کہ آپ کی بات میں ایک زور ہوگا۔ آپ کی زبان میں تاثیر ہوگی، جو کوئی بھی آپ کی بات سنے گا، وہ یہ محسوس کرے گا یہ تو میری ہی بات ہو رہی ہے، یہ تو میرا ہی موقف بیان ہو رہا ہے یہ تو میرا ما فی الضمیر ہے۔ یہ تو میری اندر کی بات ہے، یہ تو میرا نظریہ ہے، ہاں ہاں ایسا ہی ہونا چاہیے، ہمارا ظاہر و باطن ایک ہونا چاہیے، ہماری زبان اور دل ایک ساتھ ہونے چاہییں۔ ہم اس ملت

کے افراد ہیں جس ملت نے پوری دنیا کے انسانوں کی تقدیر پلٹ دی تھی، اقبال خوب کہہ گئے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اب کس بات کا انتظار ہے، کس وقت کے منتظر ہو۔ کیوں ساکت وجامد ہو تو ڑ دو جمود اٹھ کھڑے ہو، راہ حق میں دو دعوت اہل ایمان کو کہ آؤ اپنے اللہ تعالی کی طرف، آؤ دین کی طرف، آؤ سلامتی کی طرف، آؤ تعامل صحابہ کی طرف، آؤ اکابر اولیاء کی طرف، آؤ دعوت کا کام کرو آؤ مل کر کام کریں، آؤ مسلمانوں کی صلاح وفلاح کا کام کریں، آؤ اہل ایمان کو ان کے دین کی صداقتیں پھر یاد کرائیں، آؤ محنت کریں آؤ محنت کریں آؤ وقت نکال لیں آؤ اپنے آپ کو بدل دیں، آؤ اس ملت کے نوجوانوں کو ان کا مقام رفیع یاد کرائیں اور ان کو دعوت پر مسعور کرو تا کہ وہ ملت اسلامیہ کو اول زمانے والی پوزیشن کی طرف لے آئیں۔

تعلیم وتربیت اسلامی وحدت، خدمت، استحکام کا منشور لیے آپ کی منتظر ہے آجاؤ تا کہ مل کر ایک صالح انقلاب برپا کردیں۔

محمد ارشد القادری
ذوالحج ۱۴۳۲ھ
۱۱ نومبر ۲۰۱۱ء ہفتہ بعد نماز عشاء

# ہماری دیگر مطبوعات